

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

کتابِ مغازی بطور مستقل فنِ علم: آغاز، مناجج اور اہمیت کا تجزیاتی مطالعہ

Kutub al-Maghazi as an Independent Discipline:
An Analytical Study of Its Origin, Methodologies and Significance

1. Dr. Hafiz Muhammad Ramzan
Associate Professor,
Govt. Ambala Graduate College, Sargodha
hafizramzan3@gmail.com

Abstract

This research article presents an analytical study that establishes *Kutub al-Maghāzī* (Books of Military Expeditions) as an independent discipline within Islamic scholarship, examining its origins, evolution, methodologies, and scholarly significance. Lexically, *maghāzī* refers to military campaigns; technically, it denotes works that systematically document the prophetic military expeditions (*ghazawāt* and *sarāyā*), treaties, and key events of the Prophetic era in historical order. The study demonstrates that this discipline was recognized as a distinct field of knowledge as early as the first century of the Hijra, with its formative development beginning during the age of the Companions. By the third century AH, it had matured into a fully developed scholarly tradition, characterized by established methodologies, chains of transmission (*asānīd*), and critical standards. A comparative analysis of the methodologies of prominent figures—such as al-Wāqidī, Ibn Ishāq, Ibn Saʿd, and Mūsā ibn ʿUqbah—is presented, alongside an exploration of the discipline's relationship to and distinction from ḥadīth studies and historiography. Through this integrated approach, the article highlights how *maghāzī* literature serves as a crucial bridge between prophetic tradition, early Islamic history, and the development of historical criticism.

Keywords: Kutub al-Maghazi, 'Ilm al-Sira, al-Waqidi, Ibn Ishaq, Musa ibn

'Uqba, Fan al-Maghazi, Methodologies of Prophetic Biography

۱۔ تعارف و پس منظر

رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کے مطالعہ و تدوین کی تاریخِ اسلامی علوم کی تاریخ میں ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ ان علوم میں سب سے اوّل جو فنِ علم مستقل صورت میں سامنے آیا وہ "علمِ مغازی" ہے۔

اس فن کا تعلق بیک وقت علم حدیث، علم تاریخ اور علم سیرت سے ہے، لیکن یہ ان تینوں سے ممتاز اور مستقل بھی ہے۔ قرنِ اول ہجری میں صحابہ کرامؓ اور تابعین نے غزواتِ نبوی کے واقعات کو محفوظ کرنے کی سنجیدہ کوشش کی اور یہی کوشش بعد میں "کتبِ مغازی" کی صورت میں تدوین پذیر ہوئی۔^(۱)

امام محمد بن اسحاقؒ (م ۱۵۱ھ) وہ پہلے امام ہیں جنہوں نے سیرت و مغازی کو ایک مرتب کتاب کی شکل دی اور انہیں اس فن کا "امامِ اول" کہا جاتا ہے۔ ان کے بعد محمد بن عمر واقدیؒ (م ۲۰۷ھ) نے "کتبِ المغازی" لکھی جو ہمارے لیے اس فن کی قدیم ترین مطبوعہ اور مکمل تصنیف ہے۔ موسیٰ بن عقبہؒ (م ۱۴۱ھ) کی "مغازی" کو امام مالکؒ نے تمام مغازی کتب میں بہترین قرار دیا۔ ان ائمہ کی تصانیف اس علمی روایت کی اساس ہیں۔^(۲)

یہ مقالہ تین محوری سوالات کے گرد گھومتا ہے: اول، علم مغازی کا آغاز کب، کیسے اور کیوں ہوا؟ دوم، اس فن کے اہم ائمہ کے مناجع کیا تھے اور ان میں باہمی فرق و امتیاز کیا ہے؟ سوم، اس فن کی تاریخ اسلامی علوم اور آج کے زمانے میں کیا اہمیت ہے؟

۲۔ "مغازی" کی تعریف، اصطلاح اور موضوع

۱۔ لغوی تعریف

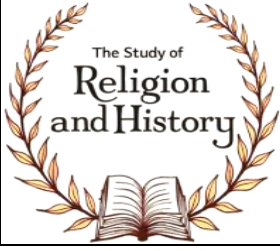
"مغازی" عربی زبان کے لفظ "غزوہ" کی جمع ہے جس کے معنی ہیں جنگی مہم یا حملہ۔ لسان العرب میں ابن منظور نے لکھا ہے:

الْغَزْوُ: السَّيْرُ إِلَى قِتَالِ الْعَدُوِّ وَانْتِهَابِهِ، وَالْمَغْزَى: مَوْضِعُ الْغَزْوِ، وَالْمَغَازِي: جَمْعُ الْمَغْزَى^(۳).

ترجمہ: "الغزوہ سے مراد دشمن کے خلاف جنگ کے لیے کوچ کرنا اور اسے شکست دینا ہے۔ مغزى اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں غزوہ ہو، اور مغازی اس کی جمع ہے۔"

۲۔ اصطلاحی تعریف

اصطلاح علماء میں "کتبِ مغازی" وہ تصانیف ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کی جنگی مہمات (غزوات و سرایا)، آپ ﷺ کے عہد کی فتوحات، معاہدات، وفود اور دیگر اہم واقعات کو تاریخی اور روایتی ترتیب سے محفوظ کیا گیا ہو۔ علامہ ابن خلدونؒ نے لکھا ہے:



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

وأما المغازي، فقد كان الناس يعثون بها ويكتبونها منذ أيام الصحابة لما فيها من أحوال النبوة وآثار السيرة⁽⁴⁾.

ترجمہ: "مغازی کے بارے میں لوگ صحابہ کے زمانے ہی سے دلچسپی رکھتے اور لکھتے آئے ہیں کیونکہ ان میں نبوت کے احوال اور سیرت کے آثار محفوظ ہیں۔"

۲-۳ موضوع کا دائرہ کار

کتب مغازی کا موضوع محض فوجی تاریخ تک محدود نہیں بلکہ ان میں درج ذیل عناصر بھی شامل ہوتے ہیں: غزوات و سرایا کی تفصیل، معاہدات و صلح کے واقعات، وفود کی آمد، خطوط نبوی، عہد نبوی کی سماجی تبدیلیاں، اور آپ ﷺ کے فیصلوں کا تاریخی ریکارڈ۔ یہ تمام عناصر مل کر اس فن کو علم حدیث اور محض فوجی تاریخ دونوں سے ممتاز کرتے ہیں۔⁽⁵⁾

۳- فن مغازی کا آغاز اور ارتقاء

۱- عہد صحابہ میں مغازی کی بنیاد

فن مغازی کا آغاز براہ راست صحابہ کرام کی روایات سے ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت انس بن مالک اور حضرت سہل بن سعد جیسے صحابہ غزوات کے تفصیلی واقعات بیان کیا کرتے تھے۔ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے:

كان ابن عباس يقرئ الناس المغازي ويحدثهم بها في المسجد، وكان ذلك في أواخر حياته⁽⁶⁾.

ترجمہ: "حضرت ابن عباس مسجد میں لوگوں کو مغازی پڑھاتے اور بیان کیا کرتے تھے، اور یہ ان کی

زندگی کے آخری دور کی بات ہے۔"

حضرت عروہ بن زبیر (م ۹۴ھ) کو محققین نے فن مغازی کا پہلا مدون قرار دیا ہے۔ انہوں نے خلیفہ

عبدالملک بن مروان کے نام مغازی پر مشتمل خطوط لکھے جو بعد میں جمع ہوئے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے ان خطوط کو ایڈٹ کر کے شائع کیا ہے۔⁽⁷⁾

حضرت عروہ کے بعد شریح بن سعد (م ۱۲۳ھ) اور ابن شہاب زہری (م ۱۲۴ھ) نے بھی مغازی پر

کام کیا۔ ابن شہاب زہری کو امام عروہ کا مکمل جانشین سمجھا جاتا ہے اور ان کی مغازی اگرچہ مستقل کتاب کی شکل میں محفوظ نہیں رہی، لیکن بعد کی کتب میں ان کی روایات کثرت سے ملتی ہیں۔⁽⁸⁾

۲۔ موسیٰ بن عقبہؓ (م ۱۴۱ھ): اولین مکمل مغازی

موسیٰ بن عقبہؓ کی "المغازی" کو امام مالک بن انسؒ نے کتب مغازی میں سب سے بہترین قرار دیا۔ امام ابن عبد البرؒ نے الاستیعاب میں نقل کیا ہے:

قال مالك: عليكم بمغازي موسى بن عقبة فإنه أصحها وأوثقها⁽⁹⁾.

ترجمہ: "امام مالکؒ نے فرمایا: موسیٰ بن عقبہ کی مغازی لو، کیونکہ یہ سب سے صحیح اور سب سے قابل اعتماد ہے۔"

موسیٰ بن عقبہؓ کی مغازی کا نمایاں وصف یہ ہے کہ انہوں نے ابن شہاب زہریؒ سے براہ راست روایات لیں اور ان کا منہج دوسرے مغازی نگاروں کی نسبت زیادہ اسنادی احتیاط پر مبنی تھا۔ اس کتاب کا ایک حصہ آج بھی مخطوطات کی صورت میں موجود ہے اور بعض محققین نے اسے ایڈٹ کر کے شائع کیا ہے۔⁽¹⁰⁾

۳۔ ابن اسحاقؒ (م ۱۵۱ھ): تدوین سیرت کا سنگ میل

محمد بن اسحاقؒ کی "سیرۃ"، "فن مغازی کی تاریخ میں ایک سنگ میل ہے۔ اس کتاب کو ابن ہشامؒ (م ۲۱۸ھ) نے تہذیب کر کے "السیرۃ النبویۃ" کے نام سے شائع کیا ابن اسحاقؒ نے پہلی بار مغازی کو سیرت نبوی ﷺ کے ایک مکمل تاریخی ڈھانچے میں ڈھالا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے ان کے بارے میں فرمایا:

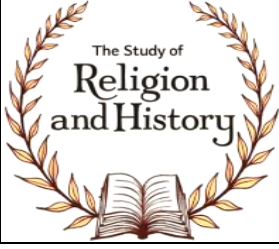
لم يكن أحدٌ أعلمَ بالمغازي من ابنِ إسحاق.⁽¹¹⁾

ترجمہ: "مغازی کا ابن اسحاق سے زیادہ جاننے والا کوئی نہ تھا۔"

ابن اسحاقؒ نے تین طبقات میں اپنی کتاب ترتیب دی: (۱) المبتداء (آدمؑ سے ہجرت تک)، (۲) المبعث (بعثت نبوی ﷺ سے ہجرت تک)، (۳) المغازی (ہجرت سے وفات نبوی ﷺ تک)۔ یہ ترتیب اس فن کو ایک مستقل علمی ضابطہ دینے کی پہلی سنجیدہ کوشش ہے۔⁽¹²⁾

۴۔ واقدیؒ (م ۲۰۷ھ): فن مغازی کی تفصیلی تدوین

محمد بن عمر واقدیؒ کی "کتاب المغازی" وہ پہلی مستقل، مرتب اور مطبوعہ کتاب ہے جو خالصتاً غزوات نبوی پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب انگریزی مستشرق مارسدن جونز نے ۱۹۶۶ء میں تین جلدوں میں ایڈٹ کر کے آکسفورڈ یونیورسٹی پریس سے شائع کی۔ واقدیؒ کی کتاب کی اہمیت اس کی غیر معمولی تفصیل میں ہے — وہ ہر غزوے کی تاریخ، مقام، شرکاء، اسباب اور نتائج کو باریکی سے بیان کرتے ہیں۔⁽¹³⁾



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

واقدی کے بارے میں محدثین کی رائے منقسم ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے انہیں "کذاب" قرار دیا، جبکہ امام ابن سعدؒ نے — جو واقدی کے شاگرد تھے — ان کی خبروں کو قابل قبول قرار دیا۔ آج کے اکثر محققین کا خیال ہے کہ واقدی بطور تاریخی مصدر قابل استفادہ ہیں، لیکن ان کی روایات کو بغیر تنقیدی جائزے کے قبول نہیں کیا جانا چاہیے۔⁽¹⁴⁾

۴۔ کتب مغازی کے مناج کا تجزیاتی مطالعہ

۱۔ اسنادی منج بمقابلہ تاریخی منج

کتب مغازی کے مؤلفین میں دو واضح مناج نظر آتے ہیں: ایک طرف وہ ائمہ ہیں جنہوں نے محدثانہ انداز میں اسناد کو اولین اہمیت دی — جیسے موسیٰ بن عقبہؒ — اور دوسری طرف وہ ہیں جنہوں نے تاریخی جامعیت کو ترجیح دی اور اسناد کو ثانوی درجہ دیا — جیسے واقدیؒ۔ ابن اسحاقؒ دونوں کے درمیان ایک معتدل مقام پر ہیں۔

امام ابن عبد البرؒ (م ۴۶۳ھ) نے الاستذکار میں اس فرق کو یوں بیان کیا:
أَهْلُ الْحَدِيثِ يَنْظُرُونَ فِي الْأَسَانِيدِ، وَأَهْلُ الْمَغَازِي يَعْتَنُونَ بِالْأَخْبَارِ وَالْآثَارِ وَإِنْ ضَعُفَتْ أَسَانِيدُهَا لِحِفْظِ التَّارِيخِ.⁽¹⁵⁾

ترجمہ: "محدثین اسناد کی طرف دیکھتے ہیں، جبکہ مغازی نگار اخبار اور آثار کی طرف توجہ دیتے ہیں، خواہ ان کی اسناد کمزور ہوں، تاریخ کی حفاظت کے لیے۔"

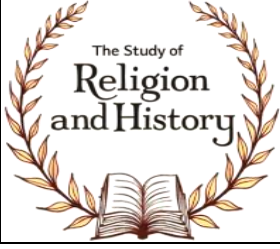
۲۔ ابن اسحاقؒ کا منج

ابن اسحاقؒ کے منج کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

(الف) زمانی ترتیب: انہوں نے واقعات کو زمانی ترتیب سے بیان کیا اور ہر غزوے کے پس منظر کو سمجھانے کی کوشش کی۔

(ب) شعری شواہد: انہوں نے غزوات سے متعلق عربی اشعار کو بھی روایت کیا جو تاریخی شواہد کے طور پر اہمیت رکھتے ہیں۔⁽¹⁶⁾

(ج) متنوع مصادر: انہوں نے یہودی علماء، عیسائی راہبوں اور مشرکین کے قصص تک سے روایات لیں جس پر امام مالکؒ نے تنقید کی۔⁽¹⁷⁾



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

(د) سیرتی جامعیت: ابن اسحاقؒ نے مغازی کو محض جنگی تاریخ نہیں بنایا بلکہ اسے سیرتِ نبوی ﷺ کے وسیع تناظر میں پیش کیا۔
۳-۴ واقدیؒ کا منہج

واقدیؒ کا سب سے نمایاں وصف یہ ہے کہ وہ ہر غزوے کے لیے مخصوص تاریخ (دن، مہینہ، سال) بیان کرتے ہیں جو دوسرے مغازی نگاروں میں کم ملتی ہے۔ مارسدن جونز نے اپنے تعارف میں لکھا ہے:
Al-Waqidi's principal merit is the extreme minuteness of his information, which gives us vivid pictures of the campaigns of the Prophet. ⁽¹⁸⁾
ترجمہ: "واقدی کی اصل خوبی اس کی معلومات کی غیر معمولی تفصیل ہے جو ہمیں نبی ﷺ کی مہمات کی واضح تصویریں دیتی ہے۔"

واقدیؒ کے منہج کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ جنگوں کے ساتھ ساتھ مقتولین کے نام، شہداء کی تعداد، مالِ غنیمت، جنگی تدابیر اور حربی ترتیب کو بھی تفصیل سے درج کرتے ہیں — یہ وہ معلومات ہیں جو محدثانہ منہج کی کتابوں میں کم ملتی ہیں۔ ⁽¹⁹⁾
۴-۴ ابن سعدؒ (م ۲۴۰ھ) کا منہج

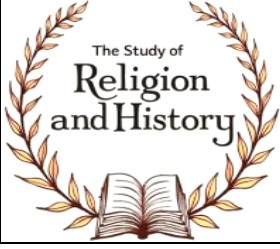
محمد بن سعد الزہری المعروف "کاتبِ واقدی" کی "الطبقات الکبریٰ" میں مغازی کا مستقل باب موجود ہے۔ ابن سعدؒ کا منہج واقدیؒ کے منہج سے ملتا جلتا ہے کیونکہ وہ انہی کے شاگرد تھے، لیکن انہوں نے رجالی معلومات (صحابہ کے تراجم) کو ابن اسحاقؒ اور واقدیؒ دونوں سے زیادہ اہمیت دی۔ ⁽²⁰⁾
۵۔ اہم مغازی نگاروں کا تقابلی جائزہ

درج ذیل جدول میں چار اہم مغازی نگاروں کے منہج، خصوصیات اور محدثین کی آراء کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے:

۶۔ فنِ مغازی کا بطور مستقل علم ثبوت

چاروں ائمہ مغازی و سیرت کے منہج، علمی حیثیت اور تالیفات کا جائزہ درج ذیل ہے:

۱۔ امام موسیٰ بن عقبہ (م ۱۴۱ھ):



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

ان کی کتاب * المغازی * اصل میں اجزاء کی صورت میں موجود ہے۔ ان کا منہج اسنادی احتیاط پر مبنی تھا اور انھوں نے امام زہری سے روایت کی۔ محدثین میں امام مالک نے ان کے مغازی کو سب سے صحیح قرار دیا۔ یہ کتاب جزوی طور پر مخطوطہ کی صورت میں دستیاب ہے۔

۲۔ امام محمد بن اسحاق (م ۱۵۱ھ):

ان کی مشہور تصنیف * السیرۃ النبویہ * ہے جو سیرت کی جامعیت اور شعری شواہد کے استعمال میں نمایاں ہے۔ محدثین میں امام احمد بن حنبل نے فرمایا: ”میں کسی کو ابن اسحاق سے بڑھا کر سیرت کا جاننے والا نہیں جانتا“، جبکہ امام مالک نے ان کے بارے میں سخت کلمہ کہا۔ یہ کتاب ابن ہشام کی تلخیص کے ذریعے ہمیں پہنچی ہے۔

۳۔ امام محمد بن عمرو اقدی (م ۲۰۷ھ):

ان کی * کتاب المغازی * تاریخی تفصیل اور تاریخ گزاری کے لحاظ سے بے مثال ہے۔ محدثین نے ان کی روایات میں ضعف کا ذکر کیا ہے؛ امام احمد نے انھیں ”کذاب“ قرار دیا؛ جبکہ یحییٰ بن معین نے ”ضعیف“ کہا۔ یہ کتاب مطبوعہ شکل میں تین جلدوں میں موجود ہے۔

۴۔ امام محمد بن سعد (م ۲۴۰ھ):

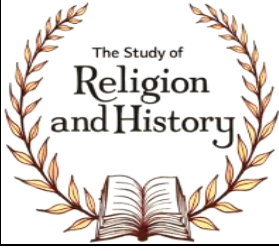
ان کی عظیم تصنیف * الطبقات الکبریٰ * رجالی ترتیب اور سیرتی تراجم کا شاہکار ہے۔ محدثین کے ہاں وہ عموماً ثقہ مانے جاتے ہیں۔ یہ کتاب گیارہ جلدوں میں مطبوعہ دستیاب ہے۔

یہ چاروں ائمہ فن مغازی و سیرت کے ارتقا میں اپنے مناج اور علمی خدمات کے سبب نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔

۱۔۶ محدثین کا اعتراف

محدثین کرام نے فن مغازی کو علم حدیث کے ایک مستقل شعبے کے طور پر تسلیم کیا۔ امام بخاری (م ۲۵۶ھ) نے اپنی صحیح میں ”کتاب المغازی“ کا ایک مستقل باب قائم کیا جس میں ۱۱۵ سے زائد ابواب ہیں اور یہ صحیح بخاری کا سب سے طویل کتاب ہے۔ یہ اقدام اس بات کا واضح اعلان ہے کہ مغازی علم حدیث کا ایک مستقل موضوع ہے۔⁽²¹⁾

امام مسلم (م ۲۶۱ھ) نے صحیح مسلم میں کتاب الجہاد والسیر میں مغازی کی روایات کو یکجا کیا۔ سنن ابی داؤد، سنن ترمذی اور دیگر سنن میں بھی مغازی کے مستقل ابواب ہیں جو اس فن کی حدیثی اہمیت کے شاہد ہیں۔



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

۲-۶ علمائے رجال کا منہج اور مغازی

امام ابن حجر عسقلانی^(م ۸۵۲ھ) نے فتح الباری میں "کتب المغازی" کی شرح کرتے ہوئے اس فن کی اہمیت کو یوں بیان کیا:

معرفة المغازي من أهم ما يحتاج إليه المسلم، لأنها ترسم صورة الإسلام الحي في تطبيقه العملي.

ترجمہ: "مغازی کی معرفت ان اہم ترین چیزوں میں سے ہے جن کی مسلمان کو ضرورت ہے، کیونکہ یہ اسلام کی زندہ تصویر کو اس کے عملی اطلاق میں پیش کرتی ہیں۔"⁽²²⁾

۳-۶ فن مغازی اور علم تاریخ کا امتیاز

فن مغازی کو محض تاریخ اسلام کا ایک حصہ سمجھنا درست نہیں۔ اس فن کے محدثانہ بنیادیں ہیں اور یہ علوم الحدیث کے معیارات (جرح و تعدیل، اسناد کا تجزیہ) کے اطلاق کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ علم تاریخ سے ممتاز ہے جہاں محض واقعاتی صحت درکار ہوتی ہے۔ علامہ احمد بن علی قلقشنڈی نے صبح الاعشیٰ میں لکھا ہے:

المغازي علمٌ مستقلٌّ بذاته، لا هو التاريخُ المحض ولا هو الحديثُ المحض، بل هو يجمع بين الروایتين جمعًا منهجيًا.⁽²³⁾

ترجمہ: "مغازی ایک مستقل علم ہے، نہ یہ خالص تاریخ ہے نہ خالص حدیث، بلکہ یہ دونوں روایتوں کو منہجی انداز میں جمع کرتا ہے۔"

۷- کتب مغازی کی اہمیت: متعدد جہات سے تجزیہ

۱- فقہی اہمیت

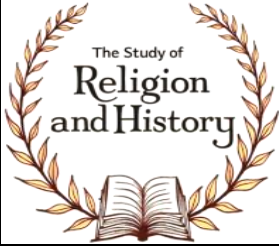
غزواتِ نبوی میں فقہی احکام کا عملی نمونہ موجود ہے۔ جہاد کے قوانین، مالِ غنیمت کی تقسیم، قیدیوں کا معاملہ، معاہدات کی شرائط — یہ سب مسائل کتب مغازی میں تفصیل سے ملتے ہیں۔ امام شافعیؒ نے فرمایا:

مَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَفَقَّهَ فِي الْجِهَادِ وَأَحْكَامِهِ فَلْيَتَعَلَّمِ الْمَغَازِي وَيُتَمَعِّنِ النَّظَرَ فِيهَا.⁽²⁴⁾

ترجمہ: "جو شخص جہاد اور اس کے احکام میں فقہ حاصل کرنا چاہے وہ مغازی سیکھے اور اس میں گہری

نظر ڈالے۔"

۲- حدیثی اہمیت



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

کتبِ مغازی میں بے شمار احادیث محفوظ ہیں جو کتبِ حدیث میں نہیں ملتیں یا جن کا سیاق و سباق صرف مغازی کی کتابوں سے واضح ہوتا ہے۔ مالِ فیء کے احکام، غنیمت کی تقسیم، نبی ﷺ کے خطبات — یہ سب مواد مغازی کے بغیر ناقص رہتا ہے۔⁽²⁵⁾

۳۔۷ سیرتی اہمیت

آج کے دور میں سیرتِ نبوی ﷺ پر تحقیق کے لیے کتبِ مغازی ناگزیر مصدر ہیں۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے لکھا ہے:

لا يمكن لأيِّ دارسٍ لسيرة النبي ﷺ أن يستغني عن كتب المغازي، إذ هي المصادر الأولية التي تحكي وقائع الإسلام في بزوغ فجره.⁽²⁶⁾

ترجمہ: "سیرتِ نبوی ﷺ کا کوئی بھی محقق کتبِ مغازی سے بے نیاز نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ وہ بنیادی مصادر ہیں جو اسلام کے طلوعِ فجر کے واقعات بیان کرتے ہیں۔"

۴۔۷ مستشرقین اور جدید محققین کا نقطہ نظر

مغربی اسکالرز نے بھی کتبِ مغازی کو غیر معمولی اہمیت دی ہے۔ البریچٹ نوٹھ (Albrecht Noth) نے اپنی معرکہ آراء تصنیف میں استدلال کیا کہ کتبِ مغازی محض مذہبی ادب نہیں بلکہ ابتدائی اسلامی تاریخ نویسی کا ایک مستقل نمونہ ہیں:

The Maghazi literature represents a distinct genre of early Islamic historical writing that cannot be subsumed under either hadith or general history.⁽²⁷⁾

ترجمہ: "مغازی کا ادب ابتدائی اسلامی تاریخ نویسی کی ایک مستقل صنف ہے جسے نہ حدیث کے تحت اور نہ عمومی تاریخ کے تحت شامل کیا جاسکتا ہے۔"

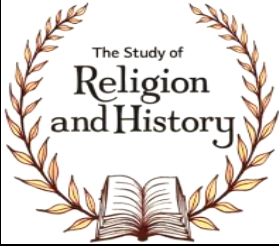
اسی طرح مائیکل لیکر (Michael Lecker) اور پیٹر ویب (Peter Webb) جیسے جدید محققین نے

کتبِ مغازی کو اسلامی شناخت کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرنے والا فن قرار دیا ہے۔⁽²⁸⁾

۸۔ کتبِ مغازی پر اعتراضات اور جوابات

۱۔۸ اسنادی ضعف کا اعتراض

کتبِ مغازی پر سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ ان کی اسناد محدثانہ معیارات پر پوری نہیں اترتیں۔ خصوصاً واقدیؒ اور ابن اسحاقؒ کی روایات کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

کتبِ مغازی کا بنیادی مقصد فقہی احکام کا استنباط نہیں بلکہ تاریخی واقعات کا ریکارڈ محفوظ کرنا ہے — اور اس مقصد کے لیے ضعیف روایات بھی قابلِ استفادہ ہو سکتی ہیں جب متعدد طرق سے ان کی تائید ہو۔⁽²⁹⁾

۲-۸ حشو و زوائد کا اعتراض

واقعی پر یہ بھی اعتراض کیا گیا ہے کہ انہوں نے مبالغہ آمیز تفصیلات شامل کی ہیں۔ امام ذہبیؒ نے لکھا ہے:

الواقدي فيه لينٌ ولكنه حافظٌ للمغازي، وقد استغنى الناس بكتابه، ولم يُصنَّف مثله في بابهِ.⁽³⁰⁾
ترجمہ: "واقدی میں کچھ نرمی (ضعف) ہے لیکن وہ مغازی کا حافظ ہے، لوگوں نے اس کی کتاب پر اکتفا کیا اور اس کے باب میں اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی۔"

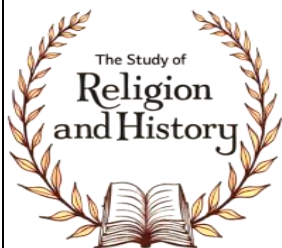
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محدثین نے واقعی کو روایت حدیث میں ضعیف مانتے ہوئے بھی مغازی میں ان کی خدمات کو ناقابلِ تردید قرار دیا — جو خود اس فن کی مستقل حیثیت کا ثبوت ہے۔
۹۔ نتائج تحقیق

اس مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوئے:

نتیجہ اول: فنِ مغازی قرنِ اول ہجری ہی میں بطور مستقل علم پہچانا گیا۔ عروہ بن زبیرؒ اور موسیٰ بن عقبہؒ اس فن کے پہلے مدوّنین ہیں، جبکہ ابن اسحاقؒ اور واقعیؒ نے اسے جامع تصانیف کی شکل دی۔⁽³¹⁾
نتیجہ دوم: کتبِ مغازی کے مناہج دو واضح قسموں میں منقسم ہیں: محدثانہ منہج (موسیٰ بن عقبہؒ) اور تاریخی منہج (واقعیؒ)، جبکہ ابن اسحاقؒ اور ابن سعدؒ ان کے درمیان معتدل مقام پر ہیں۔
نتیجہ سوم: فنِ مغازی نہ خالص علم حدیث ہے، نہ خالص علم تاریخ — یہ ایک مستقل علمی صنف ہے جو دونوں کو منہجی انداز میں یکجا کرتی ہے۔ امام بخاریؒ کا صحیح میں کتبِ المغازی قائم کرنا اس کی حدیثی حیثیت کا اعلان ہے۔

نتیجہ چہارم: کتبِ مغازی فقہ، حدیث، سیرت اور تاریخ — چاروں علوم کے لیے ناگزیر بنیادی مصادر ہیں۔ مستشرقین نے بھی انہیں ابتدائی اسلامی تاریخ نویسی کی ایک مستقل صنف تسلیم کیا ہے۔

نتیجہ پنجم: آج کے دور میں کتبِ مغازی کا تنقیدی مطالعہ — تاریخ، حدیث اور رجال کے معیارات کو سامنے رکھتے ہوئے — ایک ایسا اہم تحقیقی میدان ہے جس میں بہت کام کی گنجائش موجود ہے۔⁽³²⁾



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

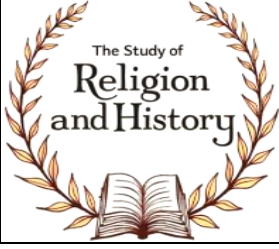
Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

حواشي (Footnotes)

- 1- محمد بن احمد الذهبي، سير اعلام النبلاء، تحقيق: شعيب ارنؤوط (بيروت: مؤسسة الرسالة، ١٤٠٥هـ)، ١٤٣:١-١٤٦؛ نیز ديكيس: احمد امين، فجر الاسلام، ط ١١ (قاهره: مكتبة النهضة المصرية، ١٩٤٥ء)، ص ٢١١-٢٢٠.
- 2- نبيه عباس (Nabia Abbott)، Studies in Arabic Literary Papyri (Chicago: University of Chicago Press, 1957), 1:8-15؛ نیز: سهيل زكار، مقدمه "كتاب المغازي" (دمشق: دار الفكر، ١٤٠٩هـ)، ص ٥-٢٥.
- 3- ابن منظور، لسان العرب، ط ٣ (بيروت: دار صادر، ١٤١٢هـ)، ١٥:١٣٢، ماده "غزو".
- 4- ابن خلدون، مقدمة ابن خلدون، تحقيق: درويش الجويدي (بيروت: المكتبة العصرية، ١٤٢٠هـ)، ص ٢٣٤.
- 5- محمد مصطفى الاعظمي، Studies in Early Hadith Literature (Indianapolis: American Trust Publications, 1978), pp. 19-30؛ نیز: محمد الزهري، تدوين السنة النبوية (مدينة منوره: مكتبة الدار، ١٤٠٥هـ)، ص ١٢٨-١٥٦.
- 6- محمد بن احمد الذهبي، تذكرة الحفاظ (بيروت: دار الكتب العلمية، بدون تاريخ)، ٣٦:١، ترجمه ابن عباس.
- 7- محمد حميد الله (ed.), Earliest Extant Work on the Hadith: Suhuf Hammam ibn Munabbih (Hyderabad: Idarah-i-Tahqiqat-i-Islam, 1961), pp. 5-12؛ نیز: داکتر حميد الله، مقاله: "عروہ بن الزبير — أول المؤرخين الإسلاميين"، مجلة معهد المخطوطات العربية، ج ٣ (١٩٥٤ء)، ص ١-٣٠.
- 8- احمد بن علي ابن حجر عسقلاني، تهذيب التهذيب (بيروت: دار الفكر، ١٤٠٢هـ)، ١٠:٣٥٤-٣٥٨، ترجمه موسى بن عقبه.
- 9- ابن عبد البر القرطبي، الاستيعاب في معرفة الاصحاب، تحقيق: علي محمد البجاوي (بيروت: دار الجيل، ١٤١٢هـ)، ٣:١٠٣؛ نیز: ياقوت الحموي، معجم الادباء (بيروت: دار الغرب الاسلامي، ١٩٩٣ء)، ٦:٢٣٦٨.



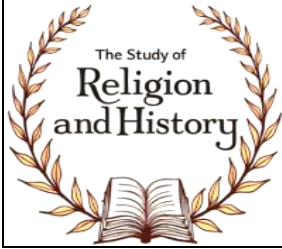
THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

- 10- محمد بن عمر واقدي، كتاب المغازی، تحقیق: مارسدن جونز (Marsden Jones) (لندن: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، ۱۹۶۶ء)، مقدمہ: صفحہ xxii-xxv؛ نیز: موسیٰ بن عقبہ، المغازی، تحقیق: محمد باقشیش ابو مالک (المغرب: جامعۃ ابن طفیل، ۱۹۹۴ء)۔
- 11- احمد بن حنبل، العلل و معرفة الرجال، تحقیق: وصی اللہ عباس (بیروت: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۸ھ)، ۴۵۵:۱، رقم: ۱۰۷۳۔
- 12- ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، تحقیق: مصطفیٰ سقا، ابراہیم ابیاری و عبد الحفیظ شلبی (مصر: مکتبۃ مصطفیٰ البابی الجلی، ۱۹۵۵ء)، ۵-۳:۱، مقدمہ ابن ہشام۔
- 13- واقدي، کتاب المغازی، تحقیق: مارسدن جونز، ۱۲-۱:۱، مقدمہ المحقق؛ نیز: Watt, W. Montgomery, Muhammad at Medina (Oxford: Clarendon Press, 1956), pp. 2-5.
- 14- ذہبی، میزان الاعتدال، تحقیق: علی محمد الجاوی (بیروت: دار المعرفة، ۱۹۶۳ء)، ۶۶۳-۶۶۴:۳، ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، تحقیق: علی محمد عمر (قاہرہ: مکتبۃ الخانجی، ۲۰۰۱ء)، ۴۲۳-۴۲۸:۵۔
- 15- ابن عبد البر، الاستذکار، تحقیق: سالم محمد عطا (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۰ء)، ۱۵۴:۱۔
- 16- ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۳۸۶-۳۸۴:۲؛ نیز: Alfred Guillaume (trans.), The Life of Muhammad: A Translation of Ibn Ishaq's Sirat Rasul Allah (Oxford: Oxford University Press, 1955), p. xxv.
- 17- احمد بن علی ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۳۸-۳۷:۹، ترجمہ محمد بن اسحاق؛ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۳۳-۳۵:۷۔
- 18- Marsden Jones, Introduction, in Al-Waqidi, Kitab al-Maghazi (London: Oxford University Press, 1966), 1:xii.
- 19- واقدي، کتاب المغازی، ۲۰-۵:۱ (غزوۃ ابواء)، ۲۸-۱۹:۱ (غزوۃ بواط)؛ نمونے کے طور پر ہر غزوے میں تاریخ، مسافت اور افراد کی تفصیل دیکھیں۔
- 20- ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱۵-۱:۲، کتاب الغزوات و مبتدأہا۔



THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.2 No.4 2024

ISSN P : [3006-3329](#)

ISSN E : [3006-3337](#)

- 21- محمد بن اسماعيل بخارى، الجامع الصحيح، تحقيق: محمد زهير ناصر (دمشق: دار طوق النجاة، ١٤٢٢هـ)، ٥: ٥٠-١٤٣، كتاب المغازي — يه جلد پانچ ميں مستقل اور طويل ترين كتاب هـ۔
- 22- احمد بن علي ابن حجر عسقلاني، فتح الباري شرح صحيح البخاري (بيروت: دار المعرفة، ١٣٧٩هـ)، ٤: ٢٨٠، مقدمة كتاب المغازي۔
- 23- احمد بن علي قلقشندي، صبح الاعشى في صناعة الانشاء (قاہرہ: المطبعة الاميرية، ١٩١٢ء)، ١: ٢٨٠-٢٨٢۔
- 24- ابن عبد البر، الاستيعاب، ٢٢: ١؛ نیز: رفيق الجم، موسوعة مصطلحات علم الحديث النبوي (بيروت: مكتبة لبنان ناشرون، ١٩٩٩ء)، ص ٢٠٥۔
- 25- اكرم ضياء عمري، السيرة النبوية الصحيحة، ط ٦ (مدينة منوره: مكتبة العلوم والحكم، ١٤١٥هـ)، ٨: ١٥، منابع الدراسة۔
- 26- محمد حميد الله، الوثائق السياسية للعهد النبوي والخلافة الراشدة، ط ٦ (بيروت: دار النفائس، ١٩٨٤ء)، ص ٤۔
- 27- Albrecht Noth and Lawrence Conrad, The Early Arabic Historical Tradition: A Source Critical Study, trans. Michael Bonner (Princeton: Darwin Press, 1994), pp. 9-17.
- 28- Michael Lecker, "Glimpses of Muhammad's Medinan Decade," in The Cambridge Companion to Muhammad, ed. Jonathan Brockopp (Cambridge: Cambridge University Press, 2010), pp. 61-79.
- Peter Webb, Imagining the Arabs (Edinburgh: University Press, 2010), pp. 112-130.
- 29- محمد عجاج الخطيب، السنة قبل التدوين (بيروت: دار الفكر، ١٤٠١هـ)، ص ٢١٢-٢٢٠، باب المغازي وقيمتها التاريخية۔
- 30- ذہبی، میزان الاعتدال، ٣: ٦٦٣-٦٦٤۔
- 31- Watt, Muhammad at Medina, pp. 1-8; Guillaume, Life of Muhammad, pp. xiii-xxx.
- 32- شاکر مصطفیٰ، التاريخ العربي والمؤرخون (بيروت: دار العلم للملايين، ١٩٨٨ء)، ١: ١٣٥-١٣٨؛ نیز: فاروق حمادة، مصادر السيرة النبوية وتقييمها (مكة المكرمة: رابطة العالم الإسلامي، ١٤١٤هـ)، ص ١٨-٢٥۔